قومی گیت

مرتبہ و مصنفہ منشی رام نراین مشتاق لکھنوی

بچے بسر جو مادر ہندوستان کے ہین
وہ خیر خواہ اصل مین سارے جہان کے ہین
مشتاق کیون وطن کے ترانہ نہ لب پہ ہون
گل بوٹے ہم سب ایک اسی بوستان کے ہین

منیجر سرسوتی پستکالیہ امین الدولہ پارک لکھنو نے
ودیا بھنڈار پریس لکھنو مین چھپوایا
اپریل سنہ ۱۲ء

نغمۂ معرفت

ای خالق دو عالم تو رازق جہان ہے
سارا جہان یہ تن ہے تو اس میں مثل جان ہے

پھولوں میں رنگ و بو ہے تیرا ہی آشکارا
بلبل کے چہچہوں میں گویا تری زبان ہے

تارے اور شعلے کیا برق میں ہیں تابندہ
بے چوب خوب خیمہ قائم یہ آسمان ہے

آتا نظر ہے سبکو تو دل کے آئینہ میں
حالانکہ بے نشان ہے جسم و لامکان ہے

موسیٰ نے طور پر تھی دیکھی تری تجلی
ہر شے میں تیرا جلوہ لیکن یہاں عیان ہے

پربت کی چوٹیاں ہیں استادہ تیری حمد میں
گنگا بھی گیت تیرا گاتی ہوئی رواں ہے

ہیں مد و جزر تیری حکمت کا اک نمونہ
پربت پہ تیری قدرت کا اک عجب نشان ہے

اسرار تیری قدرت کے کیا کھلیں کسی پر
ناقص ہے عقل انسان محدود جسم و جان ہے

ہر بت کے آگے چاہے رگڑی جبیں ہو ہستی
لیکن وجود میرا آگے ترے کہاں ہے

جا جا کے دیر و کعبہ مفت اپنی عمر کھوئی
دل میں ہی میرے جلوہ افگن وہ جان جان ہے

مشتاق کو عطا کر حب وطن کا سودا
جسپر فدا ہے عالم دیوانہ اک جہان ہے

ہمارا دیش

از ملک الشعرا — حضرت اقبال لاہوری

سارے جہان سے اچھا ہندوستان ہمارا — ہم بلبلین ہین اسکی یہ گلستان ہمارا
غربت مین ہون اگر ہم رہتا ہے دل وطن مین — سمجھو وہین ہمین بھی دل ہو جہان ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسمان کا — وہ سنتری ہمارا وہ پاسبان ہمارا
گودی مین کھیلتی ہین اسکی ہزارون ندیان — گلشن ہے جنکے دم سے رشک جنان ہمارا
اے آب رود گنگا وہ دن ہین یاد تجھکو — اترا ترے کنارے جب کاروان ہمارا
مذہب نہین سکھاتا آپس مین بیر رکھنا — ہندی ہین ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا
یونان مصر روما سب مٹ گئے جہان سے — اب تک مگر ہے باقی نام و نشان ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہین ہماری — صدیون رہا ہے دشمن دور زمان ہمارا

اقبال کوئی محرم اپنا نہین جہان مین
معلوم کیا کسی کو درد نہان ہمارا

ہندوؤن کا قومی گیت

ملک — لاہوری

اے قوم دیکھ تو تری حالت کو کیا ہوا — حیرت مین آئینہ ہے کہ صورت کیا ہوا

جب سے کمان کی طرح کمر سب کی جھک گئی
ارجن بھی پوچھتا ہے کہ ہمت کو کیا ہوا

مارے جو کوئی پھونک تو اڑ جائیں مثلِ پشہ
جگر میں صبر سینہ میں طاقت کو کیا ہوا

ہم کو ذلیل و خستہ و مجبور دیکھ کر
پرتاپ گریہ کر رہا ہے حمیت کو کیا ہوا

جنہنے بڑوں بڑوں کے نیچے چھکے چھڑا دیئے
اس سمے پر قوم کی ہمت کو کیا ہوا

افلاس میں پھنسے ہوئے بھارت کو دیکھ کر
حیرت میں غزنوی ہیں کہ دولت کو کیا ہوا

بھائی کو تشنہ دیکھ کے بھائی رکے نہ کا
لچھمن پکارتا ہے کہ الفت کو کیا ہوا

قومی غزل

کشتۂ نازِ نگہ بننا ہے تو مرنا سیکھ لو
نفسِ امّارہ جلا کر خاک کرنا سیکھ لو

قلزمِ موّاج سے دل اپنے مطمئن کر دو
بلبلوں سے مہر کے سو سو بار الجھنا سیکھ لو

بحرِ ناشناس غم میں لختِ دل بہہ جا رہا ہے
تیر کر یوں بحرِ غم سے پار اترنا سیکھ لو

لو لگی ہو دل میں جو حبِ وطن کی شمع کی
صورتِ پروانہ تم جل جل کے مرنا سیکھ لو

ہیں معاذ اللہ جلاد آجکل بے چارہ گر
مرہمِ زخمِ جگر خود اپنے بھرنا سیکھ لو

جمع ہر ترہم وطن ہیں جو حواسوں کی طرح
چاہیئے بھارت سے قومی کام کرنا سیکھ لو

دیش بھگتی

مشتاق لکھنوی

مشتاق دم بدم اب لب پر یہی دعا ہو
ہو فیض گنگ و جمن کی یارب ترا بھلا ہو

ہندوستان میں ہر سو لہرائے اپنا جھنڈا
مرتے ہیں ہم وطن پر ہر دم یہی صدا ہو

حب وطن شگوفہ اک طرفہ تر کھلا دے
سر پر حجاب کی بھی اے بیش کی ہوا ہو

حسرت ہے جی میں جب تک راہی ہیں بن آنکھیں
ہندوستاں کا نقشہ آنکھوں میں پھر رہا ہو

جس خاک سے بنے ہیں اوس خاک پر مٹیں گے
ہر ذرہ وطن پر کیونکر نہ دل فدا ہو

مسلمانوں کا قومی گیت

ملک الشعرا اقبال لاہوری

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اسکے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھکو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

ای موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہمکو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خوان ہمارا
ای ارض پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہی خون تیری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالار کاروان ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہی باقی آرام جان ہمارا
اقبال کا ترانہ بانگ درا ہی گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کاروان ہمارا

ملک الشعرا

قومی گیت

حضرت اقبال

چشتی نے جس زمین میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جسکو اپنا وطن بنایا
جسنے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا

میرا وطن وہی ہی میرا وطن وہی ہی

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہان کو جسنے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جسنے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہی

ٹوٹے تھی جو ستارے فارس کے آسمان سے
پھر تاب دیکے جسنے چمکائے کہکشان سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہان سے

میرا وطن وہی ہی میرا وطن وہی ہی

اوصاف گاندھی

مشتاق لکھنوی

بھارت کا چاہتے ہیں ادھار گاندھی جی
گویا ہیں وشنو جی کا اوتار گاندھی جی

کیا ہندو کیا مسلمان عیسائی کیا یہودی
کرتے ہیں سارے ان سے تو من سے پیار گاندھی جی

اسلام سے ہے الفت ہندو دھرم پہ شیدا
چشم فرنگ کے ہیں بیمار گاندھی جی

حامی ہیں اہنسا کے دشمن ہیں ملکی گر
کرتے نہیں کسی سے تکرار گاندھی جی

انکے عدم تعاون کا مدعا یہی ہے
عدل و کرم کا دیکھیں اظہار گاندھی جی

حاصل سوراجیہ ہوگا لو کام شانتی سے
کرتے ہیں سال بھر کا اقرار گاندھی جی

ہیں موڈرو ہارڈ دونوں انکی نظر میں یکساں
دیتے نہیں کسی کو آزار گاندھی جی

بے شبہ تن ڈھکینگے بھارت کے سب ننگے
چرخہ چلا چلا کر اک بار گاندھی جی

ہوں کیوں نہ چشم و سر پر احکام آپکے تم
ہیں سارے لیڈروں کے سردار گاندھی جی

جو جسم پر ہے کپڑا کھدر کا بنا ہوا ہے
رکھتے نہیں بدیسی اک تار گاندھی جی

ہیں مادر وطن کے سچے اسیر تو دھن میں
ہیں درد دل سے اونکے بیمار گاندھی جی

ہوں نخل گل زرافشاں مشتاق کہو سارے
ہندوستاں کرینگے گلزار گاندھی جی

نیشنل اسکول

مشتاق — لکھنوی

زبانوں پہ ہے خلق کے شکر باری — ہوا نیشنل آج اسکول جاری
نئے سر سے آئی ہے باد بہاری — چمن میں یہ بلبل ہے ہر سو پکاری
ہو شوکت علی گاندھی جی کی جے

کھلا قوم کا خوب اسکول ہے یہ — ریاض وطن کا نیا پھول ہے یہ
اگر قوم ہے بر کش تو مول ہے یہ — جو کھاتے ہیں خار انکو ترشول ہے یہ
ہو شوکت علی گاندھی جی کی جے

رہ حق میں ہندی بھٹکتے جو جائے — پئے رہبری خضر بنکر وہ آئے
اسے ہوگ کے راستے وہ بتائے — چلیں ان پہ ملکر جو اپنے پرائے
ہو شوکت علی گاندھی جی کی جے

جو پنجاب کو غرق غم اسنے پایا — دل گاندھی فرط غم سے بھر آیا
بنا ایک پنجاب رو کر بنایا — لگی یہ دعا کرنے ساری رعایا
ہو شوکت علی گاندھی جی کی جے

نہ تعلیم غیروں سے حاصل کرو تم — تو بے شبہ پانی نہ اونکا بھرو تم

رہ حق میں ہرگز نہ گاندھی ہو تم　　وطن پر جیو تم وطن پر مرو تم
ہو شوکت علی گاندھی جی کی جے

جو چرخون کی تعلیم ہوتی یہان ہر　　تو نام خدا چرخ کا منہ دھوان ہے
یہان فرق ہندو مسلم کہان ہر　　کہ زنار و تسبیح مین رشتہ عیان ہے
ہو شوکت علی گاندھی جی کی ہے

سودیشی کا پرچار جو پرچار ہوگا　　حقیقت مین بھارت کا اودھار ہوگا
وطن کی محبت کا اظہار ہوگا　　بہت جلد یہ ملک زندہ دار ہوگا
ہو شوکت علی گاندھی جی کی

از منشی منگل پرشاد　　**قصیدہ**　　راحت لکھنوی

گاندھی جی نے بچایا ظلم سے ہندوستان　　دیدیا پورا سہارا روک کر بار گران
کون ہے جو انکے مقابل اب زیر آسمان　　ہین فرشتہ خو کہ خلق اللہ کو بخشی امان
انکے اعجاز و کرامت ظاہر ہر مین عیان　　معتقد ہین ہند کے سب ایسلیے پیر و جوان
دیو لکھئے ولی کہئے رجال الغیب یا　　جنکی عظمت شرق سے تا غرب ہی اک جہان
مرد خدا کیلئے جو خود ہیں یہ جگہ　　اسطرف ڈنکا بجایا اسطرف کاروان

کیون رگ پی مین جوشش خونکی ہو بلند — ہماری کا سحر ہوا ایسے ہین وہ معجز بیان
کچھ نہین غم انکو جو چھوڑ بیٹھے کام کاج — کوچہ گردی مین حمایت پر ہین انکی سلدبان
جس چمن مین آگئی وہ باد بہاری کی طرح — ہو گیا گلزار وہ جاتا رہا خوف خزان
آمد آمد اونکی تسکین وہ ہی ہر انسان کی — ہین ہلال عید جو مشتاق ہین سارا جہان
اوس قمر کے ساتھ اکثر اختر تابندہ ہین — اوج پر جیسے ستارے ہین مثال کہکشان
کارپرداز معین جس ظل سبحانی کے ہین — ہین سراپا اثر وہ اعجاز اونکے رازدان
ہو گئے پیرو ہین جو صد ہا خطر انکے چاہئے — شر نہ کچھ کام آئیگا آئی اگر لب پر فغان
ہے برائی سے بضاعت کا جو کئین کاروبار — دین عوض رد نہ کئے اسکو مفت مین کا زیان

آفتاب عدل جو چمکے گردش گیتی ہو دور
بادش رحمت ہو راحت جان مین ٹھنڈی گرمیان

سرکار سے سبق سیکھو

نہین نفع آپس کی تکرار سے ہی — سبق ہم کو لینا یہ سرکار سے ہی
سدا از در حکمت سے جیتا ہے ہر ملک — نہین گرچہ قبضہ وہ تلوار سے ہی
مخالف پہ بھی اوسکا لطف و کرم ہے — بہت کام لیتی وہ اقرار سے ہی
ہے مشتاق اوسے اپنے مطلب سے مطلب — نہ کافر سے مطلب نہ دیندار سے ہے

ہمارا عہد

فلک یہ تو نے ہیں تیور ذرا جلکے بدلے — کہ گور کن ہیں لگے گھر میں ابھی سے بدلے
بنایا خاک بسر اہل تاج کے بدلے — بدل سکیگا نہ عہد اب یہ تاج کے بدلے
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراج کے بدلے

وہ جب تھی فکر معاش اسطرح سے دامنگیر — نہ دانہ دانہ کو محتاج تھے صغیر و کبیر
ل میں دیکھا کسی نے ہمکو اسیر — کبھی گلہ نہ کیا اے زمانہ بے پیر
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراج کے بدلے

یتیم دلیں جو غم بے کسی کے سہتے ہیں — ہمیشہ آنکھ سے دریاء اشک بہتے ہیں
نہ ہمسے پوچھو کہ کس حال میں وہ رہتے ہیں — تڑپ تڑپ کے ہمیشہ مگر وہ کہتے ہیں
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراج کے بدلے

تڑپ رہی ہیں کروڑوں وطن میں جو ماں — غم فراق میں کسطرح دل خود بہلائیں ہم
یہی نہ لشک میں مادر جنت دل کہائیں — زبان پہ فاقوں کی ماری وہ کیوں یہ لائیں نہ
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراج کے بدلے

غضب ہے جابلرب میں ہو ناچ سالانہ — ملے ہزاروں ہی بے مجرمین کو نہ کک آئے

تھا جنکا کام ہمیشہ ہوں محو یاد خدا — وہی فقیر گاتے ہیں گلیون مین صدا
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراج کے بدلے

وطن کی لو دیگی شمع انجمن کیطرح — مٹا ہی ملک جو اجڑی ہوئی چمن کیطرح
بدیسی کپڑے کریں ترک اگر کفن کیطرح — سجائیں ملک کو ہم اونکی انجمن کیطرح
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراجکے بدلے

نہ کیون ہون صورت پروانہ ہم نثار وطن — کہ رشک سنبل و ریحان ہے ہمکو خار وطن
شفق کے رنگ مین ڈوبا ہی لالہ زار وطن — ہوائے خلد سے بھی ہے عیان بہار وطن
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراجکے بدلے

ہو آستین مین اگر سانپ کیا ہی غفلت مین — ملا ہو زہر تو کیا ذائقہ حلاوت مین
اگر ہو درد نہان کیا دھرا ہے صحت مین — غم جہان کو نہ جائینگے لیکے جنت مین
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراجکے بدلے

جو ہون نجات کی طالب وہ ہم فقیر نہین — وطن پہ ہم ہین فدا زلف کے اسیر نہین
دھنی ہین بات کے ہم مال کے امیر نہین — یہ عہد خامۂ مشتاق کچھ صریر نہین
بہشت لینگے نہ اب ہم سوراجکے بدلے

-o-